

ناحق قتل

اور

خودشی کا گناہ

حضرت مولانا مفتی حافظ
محمد فرخان فیروز میمن صاحب
عارف باللہ حضرت اقدس شاہ
فیروز عبداللہ میمن صاحب

خلیفہ مجاز بیعت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب

آراءنا لبقا لخریہ
HazratMeerSahib.com

ضروری تفصیل

نام و عَظ:	ناحق قتل اور خودکشی کا گناہ
نام و اعظ:	مولانا حافظ مفتی محمد فرحان فیروز میمن صاحب مدظلہ
تاریخ و عَظ:	۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۹ دسمبر ۲۰۲۱ء
مقام:	مسجد اختر، گلستان جوہر، کراچی
موضوع:	ناحق قتل، عصبیت اور لسانیت کی مذمت، خودکشی
ٹائٹل:	راحیل اعجاز سلمہ
اشاعت اول:	ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق اکتوبر ۲۰۲۲ء
ناشر:	ادارہ تالیفات اختر یہ
	بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستان جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی



فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات
۵.....	کسی گناہ کی بناء ڈالنے والے کے لئے سخت وعید.....
۷.....	کافر اور قاتل کے عذاب دائمی میں فرق.....
۸.....	قتلِ ناحق کے بارے میں قرآن پاک کی آیات.....
۹.....	ایک انسان کا ناحق قتل پوری انسانیت کے خلاف جرم ہے.....
۱۰.....	قتلِ ناحق کے بارے میں احادیث مبارکہ.....
۱۲.....	روزِ قیامت سب سے پہلے حقوق العباد میں خون کا سوال ہوگا.....
۱۳.....	باہم قتل پر آمادہ دونوں مسلمان دوزخ میں جائیں گے.....
۱۴.....	مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار کا اشارہ کرنا بھی موجب لعنت ہے.....
۱۵.....	ناحق قتل کرنے والے کی روزِ قیامت معافی بہت مشکل ہے.....
۱۶.....	مومن کی عزت، مال اور خون کی حرمت کعبہ سے بڑھ کر ہے.....
۱۹.....	ناحق قتل کرنے والا اللہ کی رحمت سے مایوس لکھ دیا جاتا ہے.....
۲۰.....	اسلامی ملک میں رہنے والے پُر امن کفار بھی مامون ہیں.....
۲۱.....	حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے عدل و انصاف کا عجیب واقعہ.....
۲۴.....	اسلام کے احکام کو ظالمانہ کہنے والے اپنے ایمان کی خیر منائیں.....
۲۵.....	زبان، رنگ اور قومیت کا اختلاف اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے.....
۲۶.....	ملفوظات سیدی و مرشدی حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
۲۶.....	عصبیت کفر کی نشانی ہے.....
۲۶.....	اپنی زبان کو سب سے افضل سمجھنا جائز نہیں.....
۲۷.....	عصبیت جنت سے محرومی کی علامت ہے.....

- ۲۷..... انسانوں میں زبان و رنگ کا اختلاف معرفتِ الہیہ کے لئے ہے
- ۲۸..... عصبیت کا ایک ذرہ بھی ہو تو سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے
- ۲۹..... خودکشی کا گناہ
- ۲۹..... کسی کو جہنمی کہنا خطرناک جسارت ہے
- ۳۰..... خودکشی کے بارے میں قرآنِ پاک کی آیات
- ۳۱..... خودکشی کے بارے میں احادیثِ مبارکہ
- ۳۲..... خودکشی کا ارادہ کرنے والے کو حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت
- ۳۲..... خودکشی کرنا چھوٹی تکلیف سے بچ کر بڑے عذاب میں مبتلا ہونا ہے
- ۳۵..... تعلق مع اللہ نصیب ہو تو مصائب میں صبر و سکون عطا ہوتا ہے
- ۳۵..... طاعون کی وبا میں مولانا یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے صبر کا واقعہ
- ۳۶..... موت اپنے مقررہ وقت سے پہلے نہیں آسکتی



سکونِ دل

از کلام شیخ العرب والجم عارف باللہ حضرت والانور اللہ مرقدہ

اگر اللہ والوں سے نہیں دل کی دوا پاتا
 بہت مشکل تھا اپنے نفس سرکش کو دبا پاتا
 خدا کی سرکشی سے خودکشی ہے مال و دولت میں
 کبھی اللہ والوں سے نہیں ایسا سنا جاتا



ناحق قتل اور خودکشی کا گناہ

أَلْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ أَمَّا بَعْدُ
فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝
وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مَّتَعِمِدًا فِجْزٍ أَوْ لَا جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا
وَعَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۝

(سورۃ النساء: آیت ۹۳)

ایک مسلمان کو قتل کرنا کتنا بڑا گناہ ہے کہ اس پر قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہمیشہ کی دوزخ کا اعلان فرمایا ہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں کہ ”قرآن و حدیث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق کسی بھی انسان کو ناحق قتل کرنا شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے، جتنی سخت وعیدیں قرآن و سنت میں قتل ناحق پر آئی ہیں، کسی اور گناہ پر نہیں آئیں، لیکن قرآن و حدیث میں انسانی جان کی جتنی تاکید کے ساتھ حرمت بیان کی گئی ہے، ہمارے زمانے میں اس کی اتنی ہی بے حرمتی ہو رہی ہے، معمولی معمولی باتوں پر کسی کو قتل کر ڈالنا اتنا عام ہو گیا ہے کہ انسان کی جان کبھی اور مجھ سے زیادہ بے حقیقت ہو کر رہ گئی ہے۔ اور افسوس یہ ہے کہ بعض اوقات محض عصبیت یا فرقہ وارانہ اختلافات کی بناء پر وہ لوگ بھی اس سنگین جرم میں ملوث ہو جاتے ہیں جو اپنی عام زندگی میں دیندار سمجھے جاتے ہیں۔ فقط“

کسی گناہ کی بناء ڈالنے والے کے لئے سخت وعید

آیت کی تفسیر پیش کرنے سے پہلے یہ عرض کر دوں کہ کائنات میں سب سے پہلے

قتل کا جرم کس نے کیا؟ تمام روایات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ روئے زمین پر پہلا قتل قابیل نے ہابیل کا کیا تھا۔ یہ دونوں حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے تھے، قابیل بڑا بھائی تھا اور ہابیل چھوٹا تھا، چونکہ قابیل نے اس گناہ کی بنیاد ڈالی تھی، اور حدیث شریف میں آتا ہے:

((مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مَنْ غَيْرِهِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ - رواه مسلم))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیسی): کتاب العلم، ص ۳۳)

کہ جو کوئی کسی برائی کو رائج کرے گا تو اسے اس کا بھی گناہ ہوگا اور اس شخص کا بھی ہوگا جو اس کے بعد اس گناہ کو کرے گا۔ ایک اور حدیث پاک میں ہے:

((لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْ دَمِهَا لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ - متفق عليه))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیسی): کتاب العلم، ص ۳۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا میں جو بھی قتل کیا جاتا ہے تو اس گناہ کا ایک حصہ حضرت آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے قابیل کو بھی جاتا ہے کیونکہ اسی نے سب سے پہلے اس گناہ کو زمین پر جاری کیا۔ اب جو آیت میں نے خطبہ میں تلاوت کی تھی اس کے بارے میں عرض کرتا ہوں:

﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَدًّا فَجَزَاءُ لَهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعْنَةُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۝﴾

(سورۃ النساء: آیت ۹۳)

ترجمہ: اور جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ اس پر غضب نازل کرے گا اور لعنت بھیجے گا، اور اللہ نے اس کے لئے

زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (آسان ترجمہ قرآن)

تشریح: اس آیت کا مطلب بعض مفسرین نے یہی فرمایا ہے کہ قاتل ہمیشہ دوزخ میں رہے گا، لیکن حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیت میں جو ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا ذکر ہے، یہ اس شخص کے لئے ہے جو مسلمان کے قتل کو حلال سمجھے، یا اس سے مراد

مدتِ دراز تک جہنم میں رہنا ہے۔ ایسا شخص مستحق تو اسی سزا کا ہے باقی اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے چاہے تو اسے بخش دے چاہے عذاب دے۔

کافر اور قاتل کے عذابِ دائمی میں فرق

حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ ”جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر ڈالے تو دنیاوی حکم تو اس کا قصاص ہے اور حکمِ اخروی اس کا یہ ہے کہ اس کی سزا دوزخ ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اس پر اللہ کا غضب نازل ہوگا، اور اللہ اس پر لعنت کرے گا (یعنی اس کو اپنی خاص رحمت سے دور کر دے گا)، اور اس نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کیا ہے جو دوسرے کبائر کے عذاب سے بہت بڑھ کر ہے۔ اس آیت میں جو حکم مذکور ہے وہ اس شخص کے لئے ہے جو جان بوجھ کر بلا وجہ کسی مومن کو مار ڈالے اور پھر بغیر توبہ کے مر جائے تو وہ طویل مدت تک دوزخ میں رہے گا، اس لئے کہ توبہ سے تو ہر گناہ معاف ہو جاتا ہے حتیٰ کہ کفر اور شرک بھی معاف ہو جاتا ہے۔ تمام قرآن پاک میں طرز بیان ایسا ہی ہے کہ جہاں کہیں بھی کسی گناہ کی سزا بیان کی گئی ہے اس کے ساتھ عدم توبہ شرط ہے خواہ وہ شرط لفظوں میں مذکور ہو یا نہ ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ** (تحقیق اللہ شرک کو نہیں بخشتا)۔ ظاہر ہے کہ شرک اس حالت میں نہیں بخشتا جائے گا جبکہ مشرک بغیر توبہ کے مر جائے، اس لئے کہ توبہ سے شرک کا بخشتا جانا قطعاً اور یقینی ہے۔ ہر جگہ اس شرط کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ توبہ سے ہر گناہ بخشتا جانا اسلام کے اصولِ مسلمہ میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی جگہ اس کی تصریح فرمائی ہے کہ توبہ سے ہر گناہ معاف ہو جاتا ہے **كَمَا قَالَ تَعَالَىٰ وَ إِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَ آمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا** (سورۃ طہ: آیت ۸۲) یعنی میں بلاشبہ اس کو معاف کرنے والا ہوں جس نے توبہ کر لی اور ایمان لے آیا اور آئندہ کو نیک کام کئے۔“

”یہ حکم عمومی ہے جس میں کفر اور شرک اور تمام گناہ اس میں داخل ہیں۔ نیز اس آیت میں خلود سے طویل مدت تک دوزخ میں رہنا مراد ہے، کافروں کی طرح غیر محدود اور

ابدی طور پر رہنا مراد نہیں، اس لئے کہ احادیث متواترہ سے یہ امر ثابت ہے کہ جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا، اور اسی پر تمام سلف (گزرے زمانے کے بزرگ اور فقہاء) اور خلف (بعد میں آنے والے فقہاء) کا اجماع ہے اور سب اس کے قائل ہیں کہ آیت میں خلود (دوزخ میں ہمیشہ رہنا) سے زیادہ مدت تک رہنا مراد ہے۔ قاتل کے خلود اور کافر کے خلود میں فرق ہے، کافر کا خلود ابدی (ہمیشہ کا) ہے اور قاتل کا خلود غیر ابدی (عارضی) ہے۔“ (معارف القرآن کا نذہوی: ج ۲ ص ۲۸۵)

قتلِ ناحق کے بارے میں قرآنِ پاک کی آیات

آیت نمبر ۱: وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝
وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ عُدُوًّا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصَلِّيهِ تَارًا ۗ

وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝

(سورۃ النساء: آیات ۲۹، ۳۰)

ترجمہ: اور تم ایک دوسرے کو قتل بھی مت کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر بڑے مہربان ہیں اور جو شخص ایسا فعل کرے گا اس طور پر کہ حد سے گزر جاوے اور اس طور پر کہ ظلم کرے تو ہم عنقریب اس کو آگ میں داخل کریں گے اور یہ (امر) خدا تعالیٰ کو آسان ہے۔ (بیان القرآن)

وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ کا ایک ترجمہ ”تم ایک دوسرے کو قتل بھی مت کرو“ کے علاوہ یہ بھی ہے کہ ”اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔“ (آسان ترجمہ قرآن) اس آیت میں دو باتوں سے منع کیا گیا ہے نمبر ۱: کسی کو ناحق قتل کرنا۔ نمبر ۲: خودکشی کرنا (اس کی تفصیل صفحہ ۳۰ پر آئے گی)۔ شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے لکھا ہے کہ دوسرے کی جان لینے کو اپنے آپ کو قتل کرنے سے تعبیر کر کے اس طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ کسی دوسرے کو قتل کرنا بالآخر اپنے آپ ہی کو قتل کرنا ہے، کیونکہ بدلے میں بطور قصاص قاتل کو بھی قتل کیا جاسکتا ہے، تو گویا اس نے دوسرے کو قتل کر کے اپنے آپ کو بھی قتل کر دیا، اگر دنیا میں قتل سے بچ بھی گیا تو آخرت میں جو سزا ملنی ہے وہ موت سے بھی بدتر ہوگی۔

ایک انسان کا ناحق قتل پوری انسانیت کے خلاف جرم ہے

آیت نمبر ۲: كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ
أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا ۗ
وَمَن أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ۗ

(سورۃ المائدہ: آیت ۳۲)

ترجمہ: ہم نے بنی اسرائیل کو یہ فرمان لکھ دیا تھا کہ جو کوئی کسی کو قتل کرے، جبکہ یہ قتل نہ کسی اور جان کا بدلہ لینے کے لئے ہو اور نہ کسی کے زمین میں فساد پھیلانے کی وجہ سے ہو، تو یہ ایسا ہے جیسے اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جو شخص کسی کی جان بچالے تو یہ ایسا ہے جیسے اس نے تمام انسانوں کی جان بچالی۔ (آسان ترجمہ قرآن)

تشریح: اس آیت کی تشریح میں شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں ”مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کے خلاف قتل کا یہ جرم پوری انسانیت کے خلاف جرم ہے کیونکہ کوئی شخص قتل ناحق کا ارتکاب اسی وقت کرتا ہے جب اس کے دل سے انسان کی حرمت کا احساس مٹ جائے، ایسی صورت میں اگر اس کے مفاد یا سرشت کا تقاضا ہوگا تو وہ کسی اور کو بھی قتل کرنے سے دریغ نہیں کرے گا، اور اس طرح پوری انسانیت اس کی مجرمانہ ذہنیت کی زد میں رہے گی، نیز جب اس ذہنیت کا چلن عام ہو جائے تو تمام انسان غیر محفوظ ہو جاتے ہیں، لہذا قتل ناحق کا ارتکاب چاہے کسی کے خلاف کیا گیا ہو، تمام انسانوں کو یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ جرم ہم سب کے خلاف کیا گیا ہے۔“ (آسان ترجمہ قرآن)

آیت نمبر ۳: وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ

(سورۃ الانعام: آیت ۱۵۱)

ترجمہ: جس کا خون کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل مت کرو، ہاں مگر حق (شرعی) پر۔
(تفسیر بیان القرآن) اس حق شرعی کی تفصیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے کہ:

لَا يَجِلُّ دَمُهُ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَّا

يَا حُدَى ثَلَاثٍ: النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالغَيْبُ الزَّائِنُ وَالْمَارِقُ لِذِيئِهِ

التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ - متفق عليه

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیسی)؛ کتاب القصاص؛ ص ۲۹۹)

ترجمہ: جو مسلمان اس امر کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلا شک میں اللہ کا رسول ہوں، اس کا خون بہانا حلال نہیں مگر تین چیزوں سے، ایک یہ کہ اس نے کسی کو ناحق قتل کر دیا ہو اور قصاص میں مارا جائے، دوسرے یہ کہ شادی شدہ ہونے کے باوجود وہ زنا کرے (اور زنا شرعی طور پر ثابت ہو جائے)، اور تیسرا وہ مسلمان جو اپنا دین حق چھوڑ کر مرتد ہو جائے۔

آج ایک درندہ صفت انسان ہاتھ میں ہتھیار لے کر نکلتا ہے اور کچھ بے گناہ انسانوں کو قتل کر دیتا ہے، نہ قاتل جانتا ہے میں کیوں قتل کر رہا ہوں، نہ ہی مقتول کو معلوم ہوتا ہے مجھے کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے۔ اسلام میں مسلمان تو مسلمان اُن کفار کے ناحق قتل کی مذمت بیان کی گئی ہے جو مسلمانوں کے ملک میں معاہدے کے تحت امن سے رہتے ہوں، جب ان کفار کا قتل جائز نہیں تو مسلمان کا قتل بطریقِ اولیٰ جائز نہ ہوگا، لیکن اب معاملہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا خون غیر مسلموں سے بھی سستا ہے، پانی کی طرح ساری دنیا میں بہایا جا رہا ہے، لیکن کوئی آواز اٹھانے والا نہیں۔ دوسری طرف اگر ایک غیر مسلم مارا جائے تو ساری دنیا چیخ پڑتی ہے، حالانکہ قتلِ ناحق کا جرمِ عظیم ہونا دنیا بھر کی ساری جماعتوں اور مذاہب میں مسلم ہے۔

قتلِ ناحق کے بارے میں احادیثِ مبارکہ

رحمۃ للعالمین سید الانبیاء سرورِ دو عالم ﷺ نے کسی کو ناحق قتل کرنے پر سخت وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں اور مسلمانوں کو اس سنگین گناہ سے باز رہنے کی بہت تلقین فرمائی ہے۔ شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے اپنی کتاب ”قتل اور خانہ جنگی“ میں قتلِ ناحق کے متعلق چالیس احادیثِ مبارکہ ذکر کی ہیں، اس کے علاوہ اور بھی بہت سی

احادیث موجود ہیں، یہاں چند احادیث پاک ذکر کی جاتی ہیں:

حدیث: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ: الْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ
وَالْيَسِينِ الْغَمُوسُ - رواه البخاری

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیسی)؛ باب الكبائر وعلامات النفاق؛ ص ۱۷)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، اور والدین کی نافرمانی کرنا، اور کسی انسان کو قتل کرنا، اور جھوٹی قسم کھانا۔

حدیث: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ - متفق عليه
(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیسی)؛ باب حفظ اللسان والغيبة والشتم؛ ص ۳۱۱)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کو گالی دینا گناہ کا کام ہے اور اسے قتل کرنے کے لئے لڑنا کفر ہے۔

حدیث: عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ: مَنْ اسْتَظَاعَ أَنْ لَا يَحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ يَمْلَأُ كِفَاهَهُ مِنْ دَمٍ
أَهْرَاقَهُ فَلْيَفْعَلْ

(صحيح البخاری: (قدیسی)؛ کتاب الاحکام؛ ج ۲ ص ۱۰۵۹)

ترجمہ: حضرت جندب بن عبد اللہ بکلی (نسباً إلى بَحِيلَةَ كَعْبِيَّةَ) (ب ج ل ج) رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جو شخص یہی کر سکے تو کر لے کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایسا مٹھی بھر خون بھی حائل نہ ہو جو اس نے کسی کا بہایا ہو۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کا تھوڑا سا خون بھی ناحق بہائے گا تو وہ اس کے جنت میں جانے سے رکاوٹ بن جائے گا۔ ذرا غور کریں کہ اس حدیث میں قتل کرنے کا ذکر نہیں محض خون بہانے کا تذکرہ ہے۔

حدیث: عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يُزَالَ الْمُؤْمِنُ فِي فُسْحَةٍ مِّنْ دِينِهِ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا - رواه البخاری (مشکوٰۃ المصابیح: (قدیسی): کتاب القصاص؛ ص ۲۹۹)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان کو اپنے دین کے معاملے میں اس وقت تک معافی کی گنجائش رہتی ہے جب تک وہ حرام طریقے سے کسی کا خون نہ بہائے۔

روزِ قیامت سب سے پہلے حقوق العباد میں خون کا سوال ہوگا

حدیث: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ - متفق علیہ (مشکوٰۃ المصابیح: (قدیسی): کتاب القصاص؛ ص ۲۹۹)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا، وہ خون ہے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن بندوں کے حقوق میں سے جس مقدمہ کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا، وہ انسان کے خون کا مقدمہ ہوگا، اور اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے جس چیز کے بارے میں سب سے پہلے سوال کیا جائے گا، وہ نماز ہوگی۔ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ منہیات (نہ کرنے کے کاموں) میں سے جس چیز کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا، وہ خون کا مقدمہ ہوگا اور مامورات (کرنے کے کاموں) میں سے جس چیز کے بارے میں سب سے پہلے سوال کیا جائے گا، وہ نماز ہوگی۔

حدیث: وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْأَنْبَاسِ مِنْ جَهَنَّمَ فَأَتَيْتُ عَلَى رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَذَهَبَتْ أَطْعَمَتْهُ فَقَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَطَعَنْتُهُ فَتَلَّتُهُ فَنَجِمْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَتَلَّتُهُ وَقَدْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ: قُلْتُ: يَا

رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا فَعَلَ ذَلِكَ تَعَوُّدًا قَالَ فَهَلَّا شَقَّقْتُ عَنْ قَلْبِهِ؟ متفق عليه

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)، کتاب القصاص؛ ص ۲۹۹)

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ہمیں قبیلہ جہینہ کے لوگوں کے مقابلہ پر بھیجا، چنانچہ (ان سے مقابلہ کے دوران) میں ایک شخص پر جھپٹا اور اس پر نیزے کا حملہ کرنا چاہا کہ اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا لیکن میں نے اس میں اپنا نیزہ پیوست کر کے اس کو قتل کر دیا۔ پھر جب میں حضور ﷺ کی خدمت میں واپس آیا اور آپ سے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: (صدافسوس) کہ تم نے اس کو اس صورت میں قتل کر دیا جبکہ اس نے لا الہ الا اللہ پڑھ لیا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اس نے محض قتل سے بچنے کے لئے کلمہ نہیں پڑھا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو تم نے اس کا دل چیر کر کیوں نہیں دیکھ لیا تھا؟“

اور حضرت جناب بن عبد اللہ بن کلی رضی اللہ عنہ نے جو روایت نقل کی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب قیامت کے دن کلمہ لا الہ الا اللہ اپنے پڑھنے والے یعنی (مقتول) کی طرف سے جھگڑتا ہوا تمہارے پاس آئے گا، تو اس وقت تم اس کو کیا جواب دو گے؟ آپ ﷺ نے (خوف دلانے کے لئے) یہ الفاظ کئی بار ارشاد فرمائے۔“

باہم قتل پر آمادہ دونوں مسلمان دوزخ میں جائیں گے

حدیث: وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا التَّقِي

الْمُسْلِمَانِ حَمَلَ أَحَدُهُمَا عَلَى آخِيهِ السِّلَاحَ فَهُمَا فِي جُرْفٍ جَهَنَّمَ فَإِذَا

قَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ دَخَلَهَا جَمِيعًا (وفی رواية عنه): قَالَ إِذَا التَّقِي

الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفِهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ قُلْتُ: هَذَا الْقَاتِلُ

فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ - متفق عليه

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)، کتاب القصاص؛ باب قتل اهل الردة؛ ص ۳۰۷)

ترجمہ: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب دو مسلمان ایک

دوسرے کے خلاف ہتھیاراٹھالیں تو وہ جہنم کے کنارے پر ہوتے ہیں، پھر جب ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر ڈالے تو دونوں جہنم میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب دو مسلمان تلواریں لے کر بھڑ گئے تو قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہیں، میں نے عرض کیا قاتل کا حکم تو ظاہر ہے (کہ وہ ظلم کرنے کے باعث جہنم میں ڈالا جائے گا) لیکن مقتول کے بارے میں ایسا کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس لئے کہ وہ بھی تو اپنے ساتھی کو قتل کرنا چاہتا تھا۔

مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار کا اشارہ کرنا بھی موجب لعنت ہے

حدیث: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَنْ أَسَارَ إِلَى أَحِبِّهِ بِحَدِيدَةٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهُ حَتَّى يَضَعَهَا

وَأِنْ كَانَ أَحَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ - رواه البخاری

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیسی): باب ما لا یضمن من الجنایات: ص ۳۰۵)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کر دے (ہتھیار چلایا نہیں، صرف اشارہ کر دیا) تو اس پر فرشتے اس وقت تک لعنت بھیجتے رہتے ہیں جب تک وہ یہ کام چھوڑ نہ دے، چاہے وہ اس کا سگ بھائی ہی کیوں نہ ہو۔ (کتنے واقعات ہو چکے ہیں کہ ازارا مذاق ہتھیار کسی دوسرے کی طرف اٹھاتے ہیں اور ہتھیار چل جاتا ہے، جس سے خون ہو جاتا ہے۔)

حدیث: عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ: مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا - رواه البخاری

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیسی): باب ما لا یضمن من الجنایات: ص ۳۰۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہم (مسلمانوں) پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

حدیث: عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ لِحَبَّهَمَّ

سَبْعَةُ أَبْوَابٍ: بَابٌ مِنْهَا لِمَنْ سَلَّ السَّيْفَ عَلَى أُمَّتِي
أَوْ قَالَ عَلَى أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ. رواه الترمذی

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیسی)؛ باب ما لا یضمن من الجنایات؛ ص ۳۰۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم کے سات دروازے ہیں جن میں سے ایک دروازہ اس شخص کے لئے ہے جو میری امت پر تلوار کھینچے۔

ناحق قتل کرنے والے کی روزِ قیامت معافی بہت مشکل ہے

حدیث: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ إِنَّ مِنْ وَرَطَاتِ الْأُمُورِ الَّتِي لَا
تُخْرَجُ لِمَنْ أَوْفَعَ نَفْسَهُ فِيهَا، سَفَكَ الدَّمَّ الْحَرَامَ بِغَيْرِ حِلِّهِ

(صحیح البخاری: (قدیسی)؛ کتاب الدیات؛ ج ۲ ص ۱۰۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن مشکل کاموں میں اپنے آپ کو پھنسا کر آدمی کے لئے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہوتا، ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کسی کا حرمت والا خون ایسے طریقے پر بہائے جو اس کے لئے حلال نہ ہو۔

تشریح: حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے اس کی تشریح میں فرمایا ہے کہ کسی کو ناحق قتل کرنے کے بعد اس گناہ کی معافی اس لئے سخت مشکل ہے کہ اس گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور بندوں کے حقوق صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے، بلکہ جس کی حق تلفی کی گئی ہے جب وہ معاف کرے گا تب معافی ہوگی اور قتل کرنے کے بعد اس سے معافی مانگنے کا کوئی راستہ نہیں۔

حدیث: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ: كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَغْفِرَهُ إِلَّا مَنْ مَاتَ مُشْرِكًا

أَوْ مَنْ يَلْتَمِسُ مَوْتًا مُتَعَدِّدًا. رواه ابو داؤد

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیسی)؛ کتاب القصاص؛ ص ۳۰۱)

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر گناہ کے بارے میں یہ امید ہو سکتی ہے کہ اللہ قیامت کے دن اس کو معاف فرمادے، سوائے اس

شخص کے جو شرک کی حالت میں مرا ہو یا جس نے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کیا ہو۔
حدیث: وَفِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ أَبِي عَلِيِّ الَّذِي قَتَلَ مُؤَمِّمًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ
 (سنن الکبریٰ للنسائی: (مؤسسة الرسالة بیروت)؛ کتاب السیر: رقم ۸۵۳۹)
 ترجمہ: حضرت عقبہ بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کو قتل کرے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مجھ سے تین بار (معاف کرنے سے) انکار فرمایا۔

مومن کی عزت، مال اور خون کی حرمت کعبہ سے بڑھ کر ہے
حدیث: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ وَيَقُولُ مَا أَطْيَبَكَ وَأَطْيَبَ رِيحَكَ، مَا أَعْظَمَكَ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكَ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَكُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ حُرْمَةً مِنْكَ، مَالِهِ، وَدَمِهِ، وَأَنْ تَنْظُنَّ بِهِ إِلَّا خَيْرًا
 (سنن ابن ماجہ: (قدیمی)؛ کتاب الفتن؛ باب حرمة دمر المؤمن وماله؛ ص ۲۸۲)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کعبہ کا طواف فرما رہے تھے اور (کعبہ سے خطاب کرتے ہوئے) فرما رہے ہیں کہ تو کتنا پاک ہے اور تیری خوشبو کتنی اچھی ہے، تو کتنا عظیم ہے اور تیری حرمت کتنی بڑی ہے، قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، یقیناً ایک مومن کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے بھی زیادہ عظیم ہے، اس کے مال کی بھی، اس کے خون کی بھی اور اس بات کی بھی کہ ہم اس کے بارے میں اچھے گمان کے سوا کوئی اور گمان کریں۔

حدیث: وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ مُعْنِقًا صَالِحًا مَا لَمْ يُصَبَّ دَمًا حَرَامًا
 فَإِذَا أَصَابَ دَمًا حَرَامًا بَلَّحَ - رواه ابو داؤد
 (مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب القصاص؛ ص ۳۰۱)

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان نیک بن کر ہلکا پھلکا (جنت کے راستے پر) اس وقت تک چلتا رہتا ہے جب تک وہ کسی کے حرام خون میں اپنے آپ کو ملوث نہ کرے، مگر جب حرام خون میں ملوث کر لے تو اٹک کر رہ جاتا ہے۔

حدیث: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَجَدْتُ فِي قَائِمِ سَيْفِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابَانِ: إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عُتُوًّا رَجُلٌ صَرَبَ غَيْرَ ضَارِبِهِ، وَرَجُلٌ قَتَلَ غَيْرَ قَاتِلِهِ. وَرَجُلٌ تَوَلَّى غَيْرَ أَهْلِ نِعْمَتِهِ. فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ كَفَرَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ

(مستدرک حاکم: (دار الکتب العلمیة)؛ کتاب الحدود؛ رقم ۸۰۲۴)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کی نیام میں یہ تحریر ملی تھی کہ تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ سرکش وہ شخص ہے جو کسی ایسے آدمی کو مارے جس نے اسے نہ مارا ہو، نیز وہ شخص جو کسی ایسے آدمی کو قتل کرے جس نے اس کے قتل کا اقدام نہ کیا ہو، اور وہ شخص جو اپنے آپ کو اس خاندان کی طرف منسوب کرے جو اس کا خاندان نہ ہو، اور جس شخص نے یہ کام کئے اس نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا، اس سے نہ کوئی فرض عبادت قبول ہوگی اور نہ نقلی عبادت۔

حدیث: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ عَنْكَ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَتَكَلَّمُ بِلِسَانٍ طَلِقٍ ذَلِقٍ لَهَا عَيْنَانِ تُبْصِرُ بِهِمَا وَاللَّهَا لِسَانٌ تَكَلَّمُ بِهِ فَتَقُولُ إِنِّي أُمِرْتُ بِمَنْ جَعَلَ مَعَ اللَّهِ الْهَذَا آخَرَ وَبِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ فَتَنْطَلِقُ بِهَمِّ قَبْلِ سَائِرِ النَّاسِ بِخَمْسِ مِائَةِ عَامٍ

(مجمع الزوائد: (مكتبة القدسي القاهرة)؛ كتاب صفة اهل النار؛ رقم ۱۸۶۱۳)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن جہنم سے ایک گردن نمودار ہوگی اور وہ ایک تیز چلتی ہوئی زبان کے ذریعہ باتیں کرے گی۔ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گی اور ایک زبان ہوگی جس سے

وہ بات کرے گی اور کہے گی مجھے ہر اس شخص پر متعین کیا گیا ہے جس نے اللہ کے سوا کسی اور کو معبود بنایا اور ہر اس شخص پر جس نے کسی جان کے بدلے کے بغیر کسی کی جان لی ہو اور ہر اس شخص پر جو ظالم و جابر ہو، پھر وہ ایسے سب لوگوں کو دوسروں سے پانچ سو سال پہلے لے کر چلی جائے گی (اور ایک روایت میں ہے ان سب کو جہنم میں پھینک دے گی۔)

حدیث: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَزَوَالِ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ۔ رواه الترمذی والنسائی (مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب القصاص؛ ص ۳۰۰)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری دنیا کا ختم ہو جانا ایک مومن شخص کے قتل ہو جانے سے زیادہ سہل ہے۔

حدیث: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَآبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ اشْتَرَكُوا فِي دَمِ مُؤْمِنٍ لَأَكْبَهُمُ اللَّهُ فِي النَّارِ۔ رواه الترمذی

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب القصاص؛ ص ۳۰۰)

لَوْ أَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ اجْتَمَعُوا عَلَى قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ لَعَذَّبَهُمُ اللَّهُ بِلَا عَدْوٍ وَلَا حِسَابٍ۔ عن ابن عباس

(کنز العمال: (دار الکتب العلمیة)؛ کتاب القصاص؛ ج ۱۵ ص ۱۴؛ رقم ۳۹۹۴)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر (یہ ثابت ہو جائے کہ) آسمان والے اور زمین والے سب کے سب کسی ایک مومن شخص کے قتل میں شریک ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو دوزخ کی آگ میں الٹا ڈال دے گا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو گنتی اور حساب کے بغیر عذاب دے گا۔

حدیث: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَمُجِيءُ الْمُقْتُولُ بِالْقَاتِلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَاصِيئَتُهُ وَرَأْسُهُ بِيَدَيْهِ وَأَوْدَاجُهُ تَشْخَبُ

دَمًا يَقُولُ: يَا رَبِّ قَتَلَنِي حَتَّى يُدْنِيَهُ مِنَ الْعَرْشِ. رواه الترمذی والنسائی
(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب القصاص؛ ص ۳۰۰)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن مقتول اپنے قاتل کو اس طرح پکڑ کر لائے گا کہ قاتل کی پیشانی اور اس کا سرمقتول کے ہاتھ میں ہوگا اور خود اس کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا اور اس کی زبان پر یہ الفاظ ہوں گے اے پروردگار! (اس نے) مجھے قتل کیا ہے (میری فریادری کر) یہاں تک کہ مقتول اس قاتل کو (کھینچتا ہوا) عرش الہی کے قریب تک لے جائے گا۔

ناحق قتل کرنے والا اللہ کی رحمت سے مایوس لکھ دیا جاتا ہے

حدیث: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
أَعَانَ عَلَى قَتْلِ مُؤْمِنٍ يَشْطَرِ كَلِمَةً (وَفِي بَعْضِ النُّسخِ شَطْرَ كَلِمَةٍ) لَفِيَ اللَّهُ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَكْتُوبًا بَيْنَ عَيْنَيْهِ: ائِسُّ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ. رواه ابن ماجه
(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب القصاص؛ ص ۳۰۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص آدھا جملہ کہہ کر بھی کسی مومن کے قتل میں مدد کرے گا (مثلاً اُقْتُلْ (قتل کرو) پورا نہیں کہا بلکہ صرف اُقِّ کہا) تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان یہ لکھا ہوگا ”یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے“۔ (صرف اتنا کہنے پر یہ وعید ہے۔) تشریح: حضرت مولانا اسلم شینو پوری شہید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ”وہ رحیم و کریم اللہ جس کی رحمت سے شرابی مایوس نہیں، زانی مایوس نہیں، اس کی رحمت سے وہ بد بخت محروم ہوگا جس نے مسلمان کو قتل تو نہیں کیا ہوگا، بلکہ کوئی ایسی بات کر دی ہوگی جو اس کے قتل کا سبب بن گئی ہوگی، مثلاً کسی کو بھڑکا دیا ہوگا کہ فلاں تمہیں برا بھلا کہتا ہے، کوئی غلط افواہ اُڑادی ہوگی تو اس قاتل کے لئے جو سزا ہوگی وہ تو ہوگی (جیسے ابھی کئی احادیث گزری ہیں) لیکن یہ قتل پر اُبھارنے والا شخص قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم کر دیا جائے گا۔“

ان احادیث میں ہم غور کریں کہ کس طرح مسلمان غیروں کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں اور کفار کے ناپاک منصوبوں کی تکمیل کی خاطر اپنے ہی ملک عزیز کی سڑکوں اور گلی کوچوں کو لا الہ الا اللہ پڑھنے والوں کے خون سے رنگین کر رہے ہیں، مال و دولت کے حصول کے لئے قتل کر رہے ہیں حتیٰ کہ اپنے حقیقی بھائیوں اور رشتہ داروں کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگین کر رہے ہیں۔ کئی برسوں سے آپس میں لڑائیاں چل رہی ہیں۔ ایک قبیلہ دوسرے قبیلے سے، ایک برادری دوسری برادری سے لڑی ہوئی ہے۔ ہر ایک خوف کی فضا میں ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں۔ ہم سب کو عقل سلیم، فہم سلیم عطا فرمائیں۔

اسلامی ملک میں رہنے والے پُر امن کفار بھی مامون ہیں

اسلام ایسا امن والا مذہب ہے جس میں کسی بھی انسان کی ناحق جان لینے کی سخت مذمت بیان کی گئی ہے، چاہے وہ مسلمان ہو یا ایسے غیر مسلم ہوں جن سے امن کا معاہدہ ہو چکا ہو اور وہ مسلمانوں کے ملک میں اس معاہدے کے تحت امن سے رہتے ہوں، اپنے کام سے کام رکھتے ہوں، ہمارے خلاف ہتھیار نہ اٹھاتے ہوں، یا ہمارے ملک میں ویزا لے کر کسی ضرورت سے آتے ہوں، ان کے ناحق قتل کے بارے میں بھی آپ ﷺ نے سخت وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں:

حدیث: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرَحْ رَأْحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا

تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ خَرِيفًا۔ رواہ البخاری

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب القصاص؛ ص ۲۹۹)

(لَمْ يَرَحْ کے اعراب میں تین قول: بلخ الرءاء، بکسر الرءاء، بضم الرءاء۔۔ علامہ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بفتح الرءاء والیاء ہو اوجود و علیہ الا کثر۔ حاشیہ مشکوٰۃ: ص ۲۹۹)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی ایسے غیر مسلم کو قتل کرے جس کے ساتھ معاہدہ ہو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا جبکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے بھی محسوس کی جائے گی۔

تشریح: ایک روایت میں ہے کہ جنت کی خوشبو ستر برس کے فاصلے سے محسوس کی جاسکتی ہے، ایک روایت میں سو برس، ایک میں پانچ سو برس اور ایک میں ہزار برس کا تذکرہ آیا ہے۔ اس کی تطبیق یہ ہے کہ سب احادیث صحیح ہیں، ہر ایک کے اعمال کے حساب سے اس کی خوشبو ہوگی، جس کے جیسے اعمال ہوں گے، اس کی خوشبو اتنی زیادہ اڑے گی۔

حدیث: اَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا اَوْ اَنْتَقَصَهُ اَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ اَوْ اَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طَيِّبِ نَفْسٍ فَاَنَا حَاجِبُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ رواہ ابو داؤد (مشکوٰۃ المصابیح: (قدیسی)؛ کتاب الجہاد؛ باب الصلح؛ ص ۵۴)

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: یاد رکھو! جس شخص نے کسی ذمی (ایسا کافر جس کو اسلامی ریاست نے امن دیا ہو) پر ظلم کیا، یا اس کے حقوق کو پامال کیا، یا اس پر اس کی طاقت سے زیادہ جزیہ (ٹیکس) لگایا، یا اس کی مرضی کے بغیر اس سے کوئی چیز لے لی تو میں قیامت کے دن اس شخص کے خلاف اس ذمی کی طرف سے احتجاج کروں گا۔

حضور رحمتہ للعالمین ﷺ کے عدل و انصاف کا عجیب واقعہ

حدیث: عَنْ عَلِيٍّ اَنْ يَهُودِيًّا يُقَالُ لَهُ فُلَانٌ حَبْرٌ كَانَ لَهُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَكَائِبٍ فَتَقَاضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ يَا يَهُودِيٌّ مَا عِنْدِي مَا اَعْطَيْكَ قَالَ: فَاِنِّي لَا اُقَارِقُكَ يَا مُحَمَّدُ حَتَّى تُعْطِيَنِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَجْلَسَ مَعَكَ فَجَلَسَ مَعَهُ فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ وَالْغَدَاةَ... الخ۔ رواہ البيهقي

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیسی)؛ باب فی اخلاقہ و شمائلہ صلی اللہ علیہ وسلم؛ ص ۵۲۰)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث میں یہ عجیب واقعہ منقول ہے کہ فلاں نام کا ایک یہودی عالم تھا، رسول اللہ ﷺ کے ذمہ اس کے کچھ دینار قرض تھے۔ (ایک دن) اس یہودی نے آکر آپ ﷺ سے (ان دیناروں کا) تقاضا کیا۔ آپ ﷺ نے اس سے

فرمایا کہ اے یہودی! تمہیں دینے کے لئے اس وقت میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ یہودی نے کہا: محمد (ﷺ)! میں اس وقت تک یہاں سے نہیں ٹلوں گا جب تک تم میرا قرض ادا نہیں کر دو گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تو پھر میں تمہارے پاس ہی بیٹھ جاتا ہوں۔ آپ ﷺ اس کے پاس بیٹھ گئے اور اسی جگہ (یہودی کے سامنے) ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور پھر اگلی فجر کی نماز پڑھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اس یہودی کو ڈرا دھمکا رہے تھے (کہ اگر تو اپنی گستاخی سے باز نہ آیا تو ہم یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے)، آپ ﷺ سمجھ گئے کہ صحابہ اس کو ڈرا دھمکا رہے ہیں (تو آپ نے ان کو سختی سے منع فرمایا اور غضبناک نگاہوں سے ان کی طرف دیکھ کر گویا واضح کر دیا کہ تمہارا یہ عمل مجھے ہرگز پسند نہیں ہے)۔ صحابہ نے (آپ ﷺ کی ناگواری محسوس کر کے معذرت کے انداز میں) عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ایک یہودی نے آپ کو روک رکھا ہے (اور یہاں بیٹھے رہنے پر مجبور کر رہا ہے)۔ حضور ﷺ نے فرمایا: (کیا تمہیں نہیں معلوم کہ) اللہ تعالیٰ نے کسی ذمی وغیرہ پر ظلم کرنے سے مجھے منع فرمایا ہے۔ جب دن نکلا تو وہ یہودی بول اٹھا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ (پھر اس نے کہا کہ قبول اسلام کی توفیق ملنے کے شکرانے میں اور اللہ کے مزید اجر و انعام کی امید پر) میں اپنے مال کا نصف حصہ اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔ سب لوگ جان لیں کہ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ سخت رویہ اس لئے اختیار کیا کہ میں تورات میں موجود آپ ﷺ کی صفات آزمانا چاہتا تھا، اور وہ یہودی بہت مالدار تھا۔

حدیث: مَنْ يَفْقَهُ ذِمَّتِي كُنْتُ حَصْبَةً وَمَنْ خَاَصَمْتُهُ خَصَمْتُهُ

(کنز العمال: (دار الکتب العلمیة)؛ باب الامان؛ ج ۴ ص ۱۵۶؛ رقم الحدیث ۱۰۹۷)

ترجمہ: حضرت جناب رضی اللہ عنہم راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جس غیر مسلم کی حفاظت کا میں نے ذمہ لے لیا ہے، جو کوئی اس کی بے حرمتی کرے گا، میں اس کا دشمن ہوں گا اور جس کا میں دشمن ہو جاؤں، میں اس کو شکست دوں گا۔ قرآن پاک میں ان غیر مسلموں کے ساتھ، جو اسلام اور مسلمانوں سے برسرِ پیکار نہ ہوں اور نہ ان کے خلاف کسی سازشی سرگرمی میں

بتلا ہوں، خیر خواہی، مروت، حسن سلوک اور رواداری کی ہدایت دی گئی ہے:

لَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ
وَلَمْ يُجْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ
وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ^ط

(سورة الممتحنة: آية ۸)

ترجمہ: اللہ تمہیں اس بات سے منع نہیں کرتا کہ جن لوگوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی، اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا، ان کے ساتھ تم کوئی نیکی کا یا انصاف کا معاملہ کرو۔ (آسان ترجمہ قرآن)

یاد رکھیں! اسلام یہ حکم نہیں دیتا ہے کہ ان مذکورہ کفار کو بلاوجہ قتل کیا جائے، جو ناسمجھ مسلمان ایسے پر امن کفار کو ناحق قتل کرتے ہیں یا ان پر ظلم کرتے ہیں تو وہ اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ کسی ذمی کو زبان یا ہاتھ پاؤں سے تکلیف پہنچانا، اس کو گالی دینا، مارنا پیٹنا یا اس کی غیبت کرنا، اسی طرح ناجائز ہے جس طرح یہ امور کسی مسلمان کے حق میں ناجائز ہیں: وَ يَجِبُ كَفُّ الْأَذَى عَنْهُ وَ تَحْرُمُ غَيْبَتُهُ كَالْمُسْلِمِ (رد المحتار علی الدر المختار: (دار الفکر بیروت): فصل فی استئمان الکافر؛ جزء ۴ ص ۱۷۰)۔ ”غیر مسلم سے اذیت کو روکنا اسی طرح واجب ہے جس طرح مسلمان سے اور اس کی غیبت کرنا بھی اسی طرح حرام ہے۔“ ایسے بے راہ لوگوں کو دیکھ کر یہ کہنا کہ یہ لوگ اسلام کی بڑی تصویر پیش کرتے ہیں، حقیقت میں اسلام کی تصویر یہ ہے ہی نہیں۔ اسلام کی جو تصویر ہے وہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ ہیں۔ اگر کوئی مسلمان ان پر نہیں چلتا تو اس کی غلطی کو دین اسلام پر اور سارے مسلمانوں پر نہیں تھوپنا چاہیے، بلکہ یہ دیکھنا چاہیے کہ اسلام کا اس موقع پر کیا حکم ہے؟ اسلام تو امن کا درس دیتا ہے۔ آج کل جدید تسلیم یافتہ لوگوں کو قاتل پر بڑا رحم آتا ہے کہ قاتل کو سزا دینا انسانیت کے خلاف ہے، لیکن اس مقتول پر ذرا رحم نہیں آتا جس کو ناحق قتل کر دیا گیا، اس کی بیوی بیوہ ہو گئی، بچے بے سہارا ہو گئے۔

اسلام کے احکام کو ظالمانہ کہنے والے اپنے ایمان کی خیر منائیں

حضرت مولانا عاشق الہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”جو لوگ احکامِ خداوندی کو ظالمانہ کہتے ہیں وہ کافر ہیں اگرچہ وہ مسلمان ہونے کے مدعی ہوں۔ قصاص اور قتل کا قانونِ خداوندی نافذ نہ ہونے کی وجہ سے قاتلین کسی بھی جان کے قتل کرنے میں باک محسوس نہیں کرتے، وہ بڑی بے باکی کے ساتھ جس کو چاہتے ہیں قتل کر دیتے ہیں۔ اگر کسی کو قتل کر دیا تو اول تو بغیر رشوت کے مقدمہ درج نہیں ہوتا اور درج ہوتا ہے تو قاتل کو سزا سے بچانے یا ہلکی سزا دلانے کے لئے قاتل سے رشوت لے کر رپورٹ کے الفاظ ہلکے کر دیئے جاتے ہیں جو قانون کی گرفت میں نہیں آتے۔ پھر جب مقدمہ چلتا ہے تو وکیل قانونی مویشگافی کے ذریعہ قاتل کو چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں اور حاکم بھی رشوت کھانے کو تیار بیٹھے رہتے ہیں اور اگر سارے مرحلوں سے گزر کر حاکم نے کسی قاتل کو سزا دے ہی دی تو وہ سزا قید و بند کی صورت میں ہوتی ہے۔ مقتول کے وارثوں کو ذرا بھی دیت نہیں ملتی، ان سب چیزوں نے امنِ عام کو برباد کر رکھا ہے، قصداً و ارادۃً قتل کرنے کی واردات ہوتی رہتی ہے اور چونکہ قصاص جاری نہیں کیا جاتا اس لئے قاتل بے فکر ہو کر گھومتے پھرتے ہیں۔ حاکم بہت سے بہت عمر قید کا فیصلہ دے دیتا ہے (بشرطیکہ حاکم تک معاملہ پہنچا ہو اور اس نے ہمت کر کے فیصلہ دے دیا ہو) پھر یہ سزا اقتدارِ اعلیٰ کو رحم کی درخواست دینے سے یا حکومت کے بدل جانے سے (اقتدارِ جدید کی خوشی میں) معاف کر دی جاتی ہے۔ مقتول کے ورثاء دیت اور قصاص سے محروم رہتے ہیں حالانکہ اولیاءِ مقتول کا حق کسی کو معاف کرنے کا اختیار نہیں ہے۔“

”اتنی سخت وعیدیں ہوتے ہوئے دنیا میں قتل و خون کی گرم بازاری ہے، اسلام کا نام لینے والے اور اپنے کو مسلمان سمجھنے والے آپس میں لسانی، قومی، قبائلی، وطنی اور صوبائی عصبیتوں کی بنیاد پر ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہیں۔ قوم اور برادری اور ملک و وطن سب یہیں دھرے رہ جائیں گے۔ قتلِ مومن کا گناہ کبیرہ ساتھ لے کر قبر میں جانے والوں کو

اپنی آخرت کی فکر نہیں، دوزخ میں داخل ہونا اور اس میں سزا پانا، آگ میں جلنا معمولی سی بات سمجھ رکھا ہے۔ جاہلی عصبیتیں پھرا بھر آئی ہیں، دشمنوں کے ورغلانے اور بھڑکانے سے آپس میں لڑ رہے ہیں۔ دشمنوں کو تقویت پہنچا رہے ہیں اور اپنا اتحاد پاش پاش کر رہے ہیں۔ دشمن تو ہمیشہ مسلمانوں کو لڑانا ہی چاہتے ہیں، ان کا اتحاد و اتفاق انہیں گوارا نہیں۔ مسلمان ہیں کہ آپس میں قتل و قتال کر کے اپنی دنیا و آخرت دونوں تباہ کرتے ہیں اور ایک جماعت کے آدمی دوسری جماعت کے لوگوں کو محض اس وجہ سے قتل کرتے ہیں کہ وہ ہماری جماعت کا نہیں ہے۔‘ (تفسیر انوار البیان: ج ۱ ص ۶۷۸)

زبان، رنگ اور قومیت کا اختلاف اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے اتنی معمولی سی بات پر کہ یہ ہماری زبان کا نہیں ہے، یہ ہمارے قبیلے کا نہیں ہے قتل و غارت ہوتی ہے حالانکہ زبان و رنگ کا اختلاف تو اللہ تعالیٰ نے اپنی پہچان کے لئے بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا (سورۃ الحجرات: آیت ۱۳) تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”یہ چھوٹی سی زبان ہے، تقریباً سب کی زبان کی بناوٹ اور سائز ایک جیسی ہے، لیکن پھر بھی دیکھیں کہ دنیا میں کتنی زبانیں بولی جا رہی ہیں۔ کوئی عربی بول رہا ہے، کوئی فارسی، کوئی اردو وغیرہ، نہ جانے دنیا میں کتنی زبانیں بولی جاتی ہیں کہ ان زبانوں کا لب و لہجہ تک الگ ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مرد، عورت، بچے بوڑھے کی آواز میں ایسا فرق پیدا فرمایا ہے کہ ایک کی آواز دوسرے کی آواز سے پوری نہیں ملتی، کچھ نہ کچھ فرق ضرور رہتا ہے، حالانکہ اس آواز کے آلات زبان، ہونٹ، تالو، حلق سب میں مشترک اور یکساں ہیں۔“ تو یہ فرق اللہ تعالیٰ نے اپنی پہچان کے لئے بنایا تھا تاکہ مخلوق ان میں غور و فکر کر کے اپنے رب کو پہچانے، لیکن ہم نے اس کو جھگڑے کا ذریعہ بنا لیا۔ میرے شیخ اول عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں ہے:

ملفوظات سیدی و مرشدی حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

عصبیت کفر کی نشانی ہے

ارشاد فرمایا کہ اختلافِ زبان اور اختلافِ رنگ سے خود کو ایک دوسرے سے برتر یا کمتر سمجھنا کفر ہے۔ ہر زبان ہماری ہے۔ اس لئے زبانوں سے نفرت مت کرو، زبانوں سے نفرت میں بوئے کفر آتی ہے، اس میں خوفِ کفر ہے۔ چنانچہ تھانہ بھون میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کا خط پڑھا جو بنگال سے آیا تھا، جس میں لکھا تھا کہ ہم بہت ”ہانستا“ ہے، اس کا علاج بتائیے۔ حضرت کی مجلس میں ایک صاحب نے کہا کہ یہ بنگالی معلوم ہوتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ تمہارے اس جملے سے حقارت کی بو آرہی ہے کہ تم نے اہل بنگال اور ان کی زبان کو حقیر سمجھا لہذا تم جا کر دوبارہ کلمہ پڑھو اور دو رکعات نماز توبہ پڑھو۔ ایک شخص کسی بونے کو دیکھ کر ہنسنے لگا تو اس نے کہا کہ پیالے پر ہنس رہے ہو یا کمہار پر؟ پیالے پر ہنسنا، پیالہ بنانے والے پر ہنسنا ہے، کسی کی بنائی ہوئی چیز کا مذاق اڑانا گویا کہ بنانے والے کا مذاق اڑانا ہے۔

اپنی زبان کو سب سے افضل سمجھنا جائز نہیں

ارشاد فرمایا کہ کوئی پنجابی بولتا ہے، کوئی سندھی بولتا ہے تو اردو زبان والے ہنستے ہیں۔ اردو اچھی زبان تو ہے لیکن اس کو تمام زبانوں سے اچھا اور افضل سمجھنا جائز نہیں اور اسی طرح کسی زبان کو حقیر سمجھنا جائز نہیں۔ کوئی رنگ ہو اور کوئی زبان ہو، انگریزی ہو، فارسی ہو، عربی ہو، بنگالی ہو، اردو ہو، پشتو ہو سب اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ انگریزی زبان کو بھی حقیر نہ جاننا چاہیے، اگر کوئی انگریز مسلمان ہو جائے تو کیا بولے گا؟ انگریزی ہی تو بولے گا۔ پس جتنی زبانیں ہیں سب کو اچھا سمجھو۔ اگر تم لندن میں پیدا ہوتے تو انگریزی بولتے، پنجاب میں پیدا ہوتے تو پنجابی بولتے، سندھ میں پیدا ہوتے تو سندھی بولتے تو جو زبان تمہاری ہوتی کیا اس کو حقیر سمجھتے؟ لہذا کسی زبان کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ہم بنگلہ دیش گئے تو

کبھی کسی بگلہ دیشی کو حقیر نہیں سمجھا، اسی وجہ سے سب بگلہ دیشی عاشق ہو گئے کیونکہ مجھ میں عصبيت نہیں ہے، عصبيت کا نہ ہونا یہ بات بہت کم پاؤ گے۔ میرے کتنے دوست پنجاب کے ہیں لیکن ان کی پنجابی سے مجھے مزہ آتا ہے۔

عصبيت جنت سے محرومی کی علامت ہے

ارشاد فرمایا کہ ہر زبان کو اللہ نے اپنی نشانی فرمایا ہے: **وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْخِلَافِ اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ** (سورۃ الروم: آیت ۲۲) زبانوں کا اختلاف اور تمہارے رنگوں کا اختلاف اس میں ہماری نشانیاں ہیں۔ اللہ کی نشانی کو حقیر سمجھنا، اس سے نفرت کرنا، یہ جنت سے محرومی کی علامت ہے۔ جو لوگ جنت میں جانے والے ہیں وہ عصبيت سے پاک ہوتے ہیں کیونکہ جنت میں رنگوں کا اور زبانوں کا اختلاف نہیں ہے، جنت میں کوئی صوبہ نہیں ہے، جنت میں سب کی زبان عربی ہوگی۔ آدمی اپنے باپ کی نشانی کی عزت کرتا ہے، اس کو دیکھ کر باپ کو یاد کر کے روتا ہے کہ یہ میرے ابا کی نشانی ہے۔ وہ بندہ کتنا لائق ہے جو اللہ تعالیٰ کی نشانی کو جھگڑے کا ذریعہ بناتا ہے۔

انسانوں میں زبان و رنگ کا اختلاف معرفتِ الہیہ کے لئے ہے

ارشاد فرمایا کہ یہ اختلاف زبان اور اختلاف رنگ اللہ کی نشانیاں ہیں اور نشانیاں جانوروں کو نہیں دی جاتیں کیونکہ ان کے اندر معرفتِ الہیہ کی صلاحیت ہی نہیں ہے ورنہ انگلینڈ کی بلی انگریزی بولتی اور پاکستان کی بلی اردو بولتی اور بگلہ دیش کا کتا بگلہ بولتا لیکن ساری دنیا کے جانور ایک ہی طرح بولتے ہیں، پاکستان کا گدھا اسی طرح بولے گا جیسے انگلینڈ کا گدھا بولتا ہے لیکن انسانوں کو کیونکہ اپنی معرفت کے لئے پیدا کیا اس لئے ان کی زبان اور رنگ میں اختلاف کر دیا، یہ ہماری نادانی ہے کہ ہم اس کو وجہ فضیلت بنا لیں۔ معلوم ہوا کہ زبان اور رنگ کا اختلاف لڑنے کے لئے نہیں اللہ کی معرفت و محبت کے لئے ہے۔ خوب سمجھ لینا چاہیے کہ ہماری پہچان کسی زبان، کسی رنگ، کسی علاقے اور کسی قوم وغیرہ سے نہیں ہے بلکہ ہماری پہچان صرف مسلمان ہونا ہے۔ ایک غزوہ کے موقع پر حضور ﷺ کا

گزر ایک قوم پر ہوا۔ آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: **مِنَ الْقَوْمِ** آپ کی قومیت کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: **نَحْنُ الْمُسْلِمُونَ** (مشکوٰۃ المصابیح: قدیسی)؛ کتاب الدعوات؛ باب سعة رحمة الله؛ ص ۲۰۸) ہم سب مسلمان ہیں۔

عصیت کا ایک ذرہ بھی ہو تو سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے

ارشاد فرمایا کہ سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ **اِنَّمَّا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ** (سورۃ الحجرات: آیت ۱۰) کوئی افریقہ سے آیا ہے کوئی لندن سے، کوئی بلوچستان سے کوئی پنجاب سے، کوئی سندھ سے، کوئی کہیں سے آیا ہے کوئی کہیں سے لیکن میں سب کو اپنا بھائی سمجھتا ہوں۔ بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ بھی زبان و رنگ کے اختلاف سے ایک دوسرے کو حقیر سمجھتے ہیں۔ لوگ گناہ کی حقیقت کو سمجھتے نہیں، اگر کوئی اللہ کی نشانی کو نہیں مانتا، انکار کرتا ہے تو یہ کفر ہے۔ اپنے قلب کا جائزہ لیتے رہو کہ عصیت کا کوئی ذرہ دل میں تو نہیں ہے۔ اگر عصیت کا ایک ذرہ بھی دل میں ہو تو سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے۔ ایک غزوہ میں ایک شخص بہت بہادری سے لڑ رہا تھا۔ ایک صحابی نے اس کی تعریف کی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ جہنمی ہے۔ وہ صحابی اس کے پیچھے لگ گئے۔ آخر میں دیکھا کہ وہ زخمی ہو گیا اور زخموں کی تاب نہ لا کر اپنی تلوار سے اس نے خودکشی کر لی۔ صحابی نے آکر یہ واقعہ حضور ﷺ سے عرض کیا اور پوچھا کہ یا رسول اللہ! یہ کیا ماجرا ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص اسلام کے لئے نہیں عصیت کے لئے لڑ رہا تھا کہ میرے قبیلہ کا نام ہوگا۔ پس خوب سمجھ لو کہ عصیت جہنم میں لے جانے والی ہے، زبان اور رنگ کو حقیر سمجھنا جہنم میں جانے کا سامان کرنا ہے۔ (ماخوذ از قومیت اور صوابیت کے تعصب کی اصلاح)



خودکشی کا گناہ

جیسے ایک انسان کے لئے دوسرے کو قتل کرنا جائز نہیں، اسی طرح خود کو ہلاک کرنا یعنی خودکشی بھی حرام ہے، کیونکہ انسان خود اپنی جان کا مالک نہیں، بلکہ اس کا امین ہے اور خودکشی اس امانت میں خیانت ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں:

”زندگی بہت بڑی نعمت ہے، ایسی نعمت جس کا کوئی بدل نہیں، جو جانے کے بعد واپس نہیں آتی، انسان یہ نعمت اپنی محنت سے حاصل نہیں کرتا بلکہ کائنات کے رب کا عطیہ ہے۔ چونکہ انسان اپنی ”زندگی“ کا خود مالک نہیں ہے بلکہ امین ہے اور امانت کی حفاظت اسلامی، اخلاقی اور انسانی فریضہ ہے، لہذا ممکن حد تک اس زندگی کی حفاظت اس کی ذمہ داری ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے بیماری کا علاج کرنے کی تاکید فرمائی۔ کوئی بھی ایسا عمل جو انسانی صحت یا زندگی کو خطرے میں ڈال سکتا ہو، جائز نہیں۔ اسلام تو اللہ کی عبادت اور بندگی میں بھی ایسے غلو کو پسند نہیں کرتا کہ انسان اپنی صحت کو برباد کر لے۔ اسلام نے جیسے دوسروں کی جان بچانے کا حکم دیا ہے، اسی طرح انسان پر یہ بات بھی واجب ہے کہ وہ امرکافی حد تک اپنی جان کی بھی حفاظت کرے۔ اسی لئے اسلام کی نگاہ میں ”خودکشی“ بہت بڑا گناہ اور سنگین جرم ہے، ایسا گناہ جو اس کو دنیا سے بھی محروم کرتا ہے اور آخرت سے بھی۔“

کسی کو جہنمی کہنا خطرناک جسارت ہے

”اس موقع پر بعض افراد کی طرف سے جس طرح خودکشی کرنے والے کے لئے ”جہنمی“ ہونے کی بات کہی جاتی ہے، وہ بھی نہایت افسوسناک ہے۔ کسی بُرے فعل کے بارے میں یہ تو کہا جاسکتا ہے کہ اس پر جہنم کی سزا ہے، لیکن کسی متعین فرد کے بارے میں جہنمی ہونے کی بات کہنا نہایت خطرناک اور خدائی اختیار میں شریک ہونا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ بُرے فعل کے مرتکب کو تو اپنی رحمت سے بخش دیں اور بے جا جسارت کے جرم میں اس کو پکڑ لیں۔ کون جنت میں جائے گا اور کون جہنم میں، اس کا حتمی فیصلہ اللہ تعالیٰ

کے علم اور اختیار میں ہے، ہمارا کام صرف اتنا ہے کہ ہم بُرے افعال کے نتائج و عواقب اور اس پر قرآن وحدیث میں وارد ہونے والی سزا سے خود بھی ڈریں اور دوسروں کو بھی ڈرائیں۔“

خودکشی کے بارے میں قرآن پاک کی آیات

خودکشی پر قرآن پاک کی آیت نمبر ۱:

وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ○
(سورۃ البقرۃ: آیت ۱۹۵)

ترجمہ: اور نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاکت میں، اور نیکی کرو، بیشک اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو۔ (تفسیر عثمانی) امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳۰ کی تفسیر کے ذیل میں سورۃ البقرۃ کی مذکورہ آیت نمبر ۱۹۵ بیان کر کے لکھا ہے:

((وَقِيلَ: أَرَأَيْتَ لِمَ قَتَلَ الْمُسْلِمُ نَفْسَهُ))

(معالم التنزیل للبغوی: (دار احیاء التراث العربی، بیروت)، جزء ۱ ص ۲۰۲)

ترجمہ: اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد کسی مسلمان کا خودکشی کرنا ہے۔

خودکشی پر قرآن پاک کی آیت نمبر ۲: ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ○ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ
عَدُوًّا وَأَوْظِلْمًا فَسَوْفَ نُصَلِّيهِ نَارًا ۗ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ○

(سورۃ النساء: آیات ۲۹، ۳۰)

ترجمہ: اور مت قتل کرو اپنی جانوں کو، بیشک اللہ تم پر بہت بڑا مہربان ہے۔ اور جو شخص زیادتی اور ظلم اختیار کرے گا سو عنقریب ہم اسے دوزخ میں داخل کریں گے، اور یہ اللہ پر آسان ہے۔ (انوار البیان) امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

((وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ يُدَلُّ عَلَى التَّهْمِي عَنْ قَتْلِ غَيْرِهِ

وَعَنْ قَتْلِ نَفْسِهِ بِالْبَاطِلِ))

(تفسیر الکبیر للرازی: (دار احیاء التراث، بیروت)، ج ۱۰ ص ۵۷)

ترجمہ: یہ آیت مبارکہ (اور اپنی جانوں کو مت ہلاک کرو) کسی شخص کو ناحق قتل کرنے اور خودکشی

کرنے کی ممانعت پر دلیل شرعی کا حکم رکھتی ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ۗ اس جملے کی دو تفاسیر بیان ہو گئیں: (۱) قتلِ ناحق، (۲) خودکشی۔ آگے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا یقین جانو! اللہ تم پر بہت مہربان ہے۔ اس مہربانی کا مطلب یہاں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل کئے ہیں، ان احکام کی وجہ سے ایک آدمی نہ دوسرے کا مال ناحق کھائے گا، نہ ایک آدمی دوسرے کو ناحق قتل کرے گا، یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔

وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ عَدُوًّا ظَلَمًا ۗ اور جو شخص زیادتی اور ظلم کے طور پر ایسا کرے گا، فَسَوْفَ نُصَلِّيْهِ نَارًا ۗ تو ہم عنقریب یعنی مرنے کے بعد اس کو آگ میں داخل کریں گے۔ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۗ اور یہ آگ میں داخل کرنا اللہ کے لئے بالکل آسان ہے۔ اللہ تعالیٰ کو سزا دینے کے لئے کسی اہتمام کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ جو جملہ ہے کہ جو شخص زیادتی اور ظلم کے طور پر ایسا کرے گا، اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی نے کسی کو قتل کیا، اب اگر اس کو بدلے میں بطور قصاص قتل کیا جا رہا ہے تو یہ زیادتی اور ظلم نہیں ہے، یا ایک شادی شدہ شخص نے زنا کیا اور اس کا زنا شرعاً ثابت ہو گیا تو اس کو سنگسار کیا جا رہا ہے تو اس پر کسی نے ظلم نہیں کیا ہے بلکہ یہ اس کے جرم کی سزا ہے جو شریعت نے اس پر لازم کی ہے۔ لیکن یہاں یہ بات بھی یاد رکھیں کہ قصاصاً قتل کرنا، سنگسار کرنا، یہ عام لوگوں کا کام نہیں ہے، یہ کسی پنچایت کا کام نہیں ہے، یہ حکومتِ وقت کا کام ہے۔ کسی کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہے۔

خودکشی کے بارے میں احادیثِ مبارکہ

حضور اکرم ﷺ نے خودکشی کرنے پر بھی بہت سخت وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں۔

اس میں سے چند احادیثِ مبارکہ نقل کی جاتی ہیں:

حدیث: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدَّى فِيهَا خَالِدًا مُّحْتَلًّا ۗ

فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ تَحَلَّى سَمًّا فَاقْتَلَ نَفْسَهُ فَسَمُّهُ فِي يَدَيْهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارٍ
جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدَيْهِ
يَتَوَجَّأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارٍ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا - متفق عليه
(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب القصاص؛ ص ۲۹۹)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے
آپ کو پہاڑ سے گرا کر خودکشی کر لی، وہ شخص ہمیشہ دوزخ میں گرایا جائے گا اور وہاں ہمیشہ
ہمیشہ رہے گا اور کبھی اس سے نہیں نکلے گا، اور جو شخص زہر پی کر خودکشی کرے گا، اس کا زہر
اس کے ہاتھ میں ہوگا، جسے وہ دوزخ کی آگ میں پیئے گا، وہ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا،
اس سے کبھی نہیں نکلے گا اور جس شخص نے لوہے کے (کسی) ہتھیار (جیسے چھری وغیرہ) سے
اپنے آپ کو مار ڈالا، اس کا وہ ہتھیار دوزخ کی آگ میں اس کے ہاتھ میں ہوگا، جس کو وہ
اپنے پیٹ میں جھونکے گا اور دوزخ میں ہمیشہ رہے گا، اس سے کبھی نہیں نکلے گا۔

حدیث: عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَانَ فِي مَن كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهِ جُرْحٌ فَجَزَعَهُ فَأَخَذَ سِكِّينًا فَحَزَّ
بِهَا يَدَهُ فَمَارَقَا الدَّمَ حَتَّى مَاتَ اللَّهُ تَعَالَى بَادَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ
فَحَزَّ مَاتَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ - متفق عليه

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب القصاص؛ ص ۳۰۰)

ترجمہ: حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے
پہلے گزرے ہوئے لوگوں میں سے ایک شخص تھا جو زخمی ہو گیا تھا، چنانچہ (زخم کی تکلیف
شدید ہونے پر) اس نے صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا تو چھری اٹھائی اور اپنے (اس)
ہاتھ کو کاٹ ڈالا (جس میں زخم تھا)، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زخم نہ رکا اور وہ مر گیا۔ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا: ”میرے بندے نے اپنی جان کے بارے میں میرے فیصلہ کا انتظار نہیں کیا
(بلکہ اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالا)، لہذا میں نے اس پر جنت کو حرام کر دیا۔“
یہ جو جملہ ہے کہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا کبھی نہیں نکلے گا، یا میں نے اس پر

جنت کو حرام کر دیا وغیرہ، یہ اس وقت ہے جب کہ وہ اس خودکشی کو حلال سمجھ کر کرے یا پھر ”ہمیشہ“ سے مراد یہ ہے کہ وہ طویل عرصہ دوزخ میں رہے گا اور یہ مدت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں معلوم۔ اسی لئے حکم ہے جو خودکشی کر کے مرے تو اس کی نماز جنازہ میں اللہ والے، بڑے علماء حضرات شریک نہ ہوں تاکہ لوگوں کو عبرت ہو، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ أُنَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَتَلَ
نَفْسَهُ بِمَشَاقِصٍ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ

(الصحيح لمسلم: (قدیمی): باب ترك الصلاة على قاتل نفسه؛ ج ۱ ص ۳۱۴)

ترجمہ: حضور ﷺ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے اپنے آپ کو تیر کے ساتھ قتل کر لیا تھا، تو آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا نہیں فرمائی۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ بِنَفْسِهِ زَجْرًا لِلنَّاسِ عَنْ
مِثْلِ فِعْلِهِ وَصَلَّتْ عَلَيْهِ الصَّحَابَةُ وَهَذَا كَمَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ فِي أَوَّلِ الْأَمْرِ عَلَى مَنْ عَلَيْهِ دَيْنٌ زَجْرًا لَهُمْ عَنِ التَّسَاهُلِ
فِي الْإِسْتِدَانَةِ وَعَنْ إِهْمَالِ وَقَائِهِ وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ فَقَالَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوا عَلَيَّ صَاحِبِكُمْ

(المنهاج شرح مسلم للنووي: (دار احیاء التراث): کتاب الجنائز؛ ج ۴ ص ۴۷)

کہ حضور ﷺ نے بطور سزا نیز لوگوں کو اس طرح کے کام سے منع کرتے ہوئے خود تو نماز جنازہ ادا نہیں فرمائی تاہم صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس کی نماز جنازہ کا حکم دیا تھا جیسا کہ آپ ﷺ نے تنبیہ کے لئے مقروض کی نماز جنازہ خود نہیں پڑھائی۔

حدیث: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي
يَخْنُقُ نَفْسَهُ يَخْنُقُهَا فِي النَّارِ وَالَّذِي يَطْعُنُهَا يَطْعُنُهَا فِي النَّارِ - رواه البخاري
(مشکوٰۃ المصابيح: (قدیمی): کتاب القصاص؛ ص ۲۹۹)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اپنا گلا گھونٹ کر خود کو مار ڈالا، وہ دوزخ میں بھی اپنا گلا گھونٹے گا اور جس شخص نے اپنے آپ کو

نیزہ مار کر خودکشی کر لی، وہ دوزخ میں (بھی) اپنے آپ کو نیزے مارے گا۔

خودکشی کا ارادہ کرنے والے کو حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت

میرے شیخ عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک صاحب (جو حرامِ عشق میں مبتلا تھے) آئے کہ میں خودکشی کرنے جا رہا ہوں تو حضرت والا نے ان سے فرمایا: ”اپنے بچوں کو یتیم اور بیوی کو بیوہ کرنے کے لئے اور اپنے ماں باپ کی آنکھوں کی روشنی کو ساری زندگی اندھیرا کرنے کے لئے تم کیوں خودکشی کرنا چاہتے ہو؟ کہنے لگے پھر کیا کروں، دل پر گھبراہٹ، بے چینی طاری ہے، میں اس حرامِ محبت سے باز رہنا چاہتا ہوں مگر ہر وقت اسی کا خیال دل میں سمایا رہتا ہے۔ پھر میں نے ان کو نسخے بتائے اور کہا کہ ان پر عمل کرو، ان شاء اللہ تعالیٰ بالکل نجات مل جائے گی۔ اس علاج سے ایک دو نہیں، تمہارے جیسے کتنے مریض الحمد للہ اچھے ہو گئے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ، عمل کر کے دیکھو۔ اور ساتھ ہی دعا کا بھی معمول بنا لو۔ مصیبت سے جتنا اہتمام کے ساتھ ہم دعا مانگتے ہیں کہ اے خدا! ہمارے گھر میں کوئی مصیبت نہ آئے، کسی کو کینسر نہ ہو، کسی کو پھیپھڑے میں زخم نہ ہو، کسی کو گردے میں پتھری نہ آئے، کسی کو کوئی بیماری نہ آئے، تو اتنے ہی زیادہ اہتمام سے یہ دعا کرو کہ اے خدا! آپ کی نافرمانی اور معصیت بھی ہمارے گھر میں نہ آئے، ہمارے بچے سر سے پیر تک سنت کے متبع ہوں، ہماری بیویاں سر سے پیر تک سنت کی اتباع کریں۔“

خودکشی کرنا چھوٹی تکلیف سے بچ کر بڑے عذاب میں مبتلا ہونا ہے

دارالعلوم کراچی کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”فقہاء کرام میں اس بات میں کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا کہ خودکشی کرنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔ لہذا ایسے متفق علیہ حرام اور گناہِ کبیرہ کا اقدام کرنے والے کو ایسے اقدام سے پہلے ہزار مرتبہ یہ سوچنا ضروری ہے کہ میرے اس اقدام کا میرے لئے کیا نتیجہ نکلے گا؟ کیونکہ سب سے پہلے اپنی نجات اور اپنی آخرت کی فکر کرنا ضروری ہے، دنیا کی

دقیق اذیت یا دنیاوی غموں سے نجات حاصل کرنے کے لئے خودکشی کرنا، اپنے آپ کو چھوٹی تکلیف سے نکال کر بڑے عذاب میں مبتلا کرنا ہے۔ فقط‘

تعلق مع اللہ نصیب ہو تو مصائب میں صبر و سکون عطا ہوتا ہے

میرے شیخ عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد نقل کر کے آج کے درس کو ختم کرتا ہوں، فرماتے ہیں کہ ”جب کوئی مصیبت آجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اللہ والوں کے دلوں پر صبر اور سکینہ اتارتے ہیں، صبر کی طاقت کا فیضان بھی ڈالتے ہیں اور سکون بھی ڈالتے ہیں، اسی وجہ سے دنیا میں جتنے اولیاء اللہ ہیں وہ مصیبتوں میں ثابت قدم رہتے ہیں۔ کسی ولی اللہ سے خودکشی ثابت نہیں کہ وہ حرام موت مر گیا ہو، برعکس اس کے جو اپنے آپ کو ماڈرن ترقی یافتہ دانشور و سائنسدان کہتے ہیں، ان کا حال دیکھو! ذرا سی تکلیف آئی اور خودکشی کر لی، ان میں ذرا بھی برداشت کی طاقت نہیں ہوتی کیونکہ ان کا کوئی سہارا نہیں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْٰلِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْکٰفِرِیْنَ لَا مَوْٰلِیَ لَہُمْ** (سورۃ محمد: آیت ۱۱) یعنی اللہ مسلمانوں کا مولیٰ ہے اور یہ کافر تو بے مولیٰ لوگ ہیں۔ ان کا کوئی سہارا نہیں ہے۔ ان کا اللہ سے سہارا ٹوٹا ہوا ہے، کٹی ہوئی پتنگ ہیں اس لئے ہر بلا ان کو نوچ کھسوٹ کرتی ہے۔ فقط‘

طاعون کی وبا میں مولانا یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے صبر کا واقعہ

میں نے اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں پڑھا کہ ”دیوبند میں جب ہیضہ پھیلا تو مولانا یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں سات جنازے رکھے ہوئے تھے، جس میں ان کے جوان بیٹے کا جنازہ بھی تھا لیکن انہوں نے خودکشی نہیں کی۔ بقرعید کا دن تھا، بیٹے پر ابھی نزع کا عالم طاری تھا، انہوں نے فرمایا کہ جاؤ، اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور عید کی نماز پڑھانے چلے گئے۔ یہ صبر و ضبط اللہ اپنے عاشقوں کو دیتا ہے۔ قرآن پاک کی تفسیر ہے کہ فرشتے اللہ والوں کے دل پر اترتے ہیں۔ حکیم الامت مجدد الملت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کے دلوں پر حوادث کے وقت بھی فرشتے اترتے ہیں۔ جو لوگ اللہ کو خوش

رکھتے ہیں تو اگر ان کو کوئی حادثہ پیش آجائے تو ان کے دلوں کو فرشتے سہارا دیتے ہیں۔ فقط‘

موت اپنے مقررہ وقت سے پہلے نہیں آسکتی

جو خودکشی کی کوشش کرتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ یہ طریقہ اختیار کرنے سے میں مر جاؤں گا، حالانکہ یہ ضروری نہیں، کیونکہ موت کا وقت لکھا ہوا ہے، اس سے ایک لمحہ پہلے نہیں آسکتی۔ خودکشی کرنے والا یہ نہیں سوچتا کہ جو طریقہ میں موت کا اختیار کر رہا ہوں اگر اس سے میں نہ مرا بلکہ پانچ ہو گیا تو پھر میری اور میرے اہل خانہ کی تکالیف کا کیا حال ہوگا؟ اگر ہم اہل اللہ کی مجالس میں آنا جانا رکھیں، ان کی صحبت میں خود بھی جائیں اور اپنے بچوں کو بھی لے جانے کا معمول بنالیں، تو اس سے تعلق مع اللہ پیدا ہوگا، پھر کیسے ہی حوادث اور مشکلات آئیں گی تو ہم حواس باختہ نہیں ہوں گے، دل میں ایک قسم کی تسلی رہے گی۔

دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی جملہ معاصی سے حفاظت فرمائے، عمل کی توفیق عطا فرمائے، ہم سب کے جملہ مقاصدِ حسنہ پورے فرمائے۔ اہل حقوق کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور اب تک جو حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی ہوئی ہے سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی مانگنے کی اور مرنے سے پہلے پہلے تلافی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتُبْ عَلَيْنَا

إِنَّكَ أَنْتَ الثَّوَابُ الرَّحِيمُ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ

خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ



ارشاد

حکیم الامتہ مجدد الملتہ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی صاحب نور اللہ مرقدہ

یورپ میں خودکشی کا بازار گرم ہونے کی وجہ

ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! یورپ میں دہریت کی وجہ سے خودکشی کا بازار گرم ہے کیونکہ جب اسباب کے اعتبار سے کسی کام سے مایوس ہوتے ہیں تو بوجہ مسبب کے قائل نہ ہونے کے آگے تو کوئی چیز (ان کے) دل کو تھامنے والی ہے نہیں۔ فرمایا کہ حقیقت میں بدون (بغیر) دین کے راحت نہیں حتیٰ کہ راحت کے سامان بھی راحت نہیں۔ یہی خودکشی کرنے والے چونکہ آخرت کے قائل نہیں اس لئے (ان کو) کچھ خبر نہیں کہ خودکشی کا نتیجہ کیا ہوگا؟ اگر دین ہوتا تو مصیبت میں بھی دیکھتے کہ شریعت میں ہر چھوٹی سے چھوٹی مصیبت پر اجر کا وعدہ ہے تو پریشان نہ ہوتے۔ ایسی مثال ہوتی کہ اگر کسی کا ایک روپیہ کھو جائے اور ایک شخص کہے کہ گھبراؤ مت! ایک گنی (سونے کا سکہ) دوں گا تو اس وقت کچھ عجب نہیں کہ اس کھوئے جانے کو غنیمت سمجھے بلکہ یہ تمنا کرے کہ ہر روز کھو جایا کرے کہ کئی ملا کریں۔ میرٹھ میں ایک رئیس تھے، (انہوں نے) اپنے نوکر کے ایک چپت مار دی، مگر تھے رحمدل، اس لئے اس کے بعد اس کو ایک روپیہ دیا۔ پھر پوچھا کہ کیا حال ہے؟ (نوکر نے) کہا کہ حضور کی جان و مال کو دعا دے رہا ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ ایک چپت ہر روز مار دیا کریں تو تیس روپیہ مہینہ مل جایا کریں۔ غرض جب تکلیف کا عوض (انعام) ملتا ہے تو اس کی تمنا ہوتی ہے، اسی طرح دیندار آدمی آخرت کے عوض کے اعتقاد سے مصیبت کو بھی خیر سمجھتا ہے۔ (ملفوظات حکیم الامت، جلد ۳، صفحہ ۱۹۶)

یہ کتاب ادارہ ہذا سے بلا معاوضہ و ہدیہ تقسیم کی جاتی ہے
اس کی خرید و فروخت کی اجازت نہیں ہے